خلفائے احمدیت

کی

قبولیت دعا کے واقعات

مرتبہ
عبدالحق مربی سلسلہ

آیت:

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَ لۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ۔

(سورۃ البقرہ آیت 187)

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

(ترجمہ از قرآن کریم اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حدیث:

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَنۡزِلُ رَبُّنَا کُلَّ لَیۡلَۃٍاِلَی السَّمَاءِ الدُّنۡیَا حَتّٰی یَبۡقٰی ثُلُثُ اللَّیۡلِ الۡآخِرِ فَیَقُوۡلُ: مَنۡ یَّدۡعُوۡنِیۡ فَاسۡتَجِیۡبَ لَہٗ مَنۡ یَّسۡأَلُنِی فَاُعۡطِیَہٗ وَمَنۡ یَّسۡتَغۡفِرُ نِیۡ فَاغۡفِرَ لَہٗ۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا رب ہر رات قریبی آسمان تک نزول فرماتا ہے جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کون ہے جو مجھے پکارے تو میں اس کو جواب دوں، کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اُس کو دوں، کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اس کو بخش دوں۔

حدیث:

عَنۡ سَلۡمَانَ الۡفَارِسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ:اِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ کَرِیۡمٌ یَسۡتَحۡیِ اِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ اِلَیۡہِ یَدَیۡہِ اَنۡ یَّرُدَّھُمَا صِفۡرًا خَائِبَیۡنِ۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا، بڑا کریم اور سخی ہے۔ جب بندہ اُس کے حضور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ اُن کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے۔

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قبولیت دعا کے متعلق فرماتے ہیں:

’’یاد رہے کہ خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے کے لئے دعا کا قبو ل ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے بلکہ استجابت دعا کی مانند اور کوئی بھی نشان نہیں کیونکہ استجابت دُعا سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بندہ کو جناب الٰہی

میں قدر اور عزت ہے۔اگرچہ دعا کا قبول ہو جانا ہر جگہ لازمی امر نہیں کبھی کبھی خدائے عز و جل اپنی مرضی بھی اختیار کرتا ہے لیکن اس میں کچھ بھی شک ہیں کہ مقبولین حضرت عزت کے لئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ بہ نسبت دوسروں کے کثرت سے ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور کوئی استجابت دعا کے مرتبہ میں ان کا مقا بلہ نہیں کر سکتا۔''

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22۔صفحہ 334)

ایک اور جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''یہ بالکل سچ ہے کہ مقبولین کی اکثر دعائیں منظور ہوتی ہیں بلکہ بڑا معجزہ ان کا استجابت دعا ہی ہے۔جب ان کے دلوں میں کسی مصیبت کے وقت شدت سے بے قراری ہوتی ہے اور اس شدید بے قراری کی حالت میں وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں تو خدا اُن کی سنتا ہے اور اس وقت ان کا ہاتھ گو یا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ خدا ایک مخفی خزانہ کی طرح ہے کامل مقبولین کے ذریعہ سے وہ اپنا چہرہ دکھلاتاہے۔ خدا کے نشان تبھی ظاہر ہوتے ہیں جب اس کے مقبول ستائے جاتے ہیں اور جب حد سے زیادہ اُن کو دُکھ دیا جاتاہے تو سمجھو کہ خدا کا نشان نزدیک ہے بلکہ دروازہ پر کیونکہ یہ وہ قوم ہے کہ کوئی اپنے پیارے بیٹے سے ایسی محبت نہیں کرے گا جیسا کہ خدا ان لوگوں سے کر تاہے جو دل و جان سے اس کے ہو جاتے ہیں وہ ان کے لئے عجائب کام دکھلاتا ہے اور ایسی اپنی قوت دکھلاتا ہے کہ جیسا ایک سوتا ہوا شیر جاگ اٹھتا ہے۔ خدا مخفی ہے اور اس کے ظاہر کرنے والے یہی لوگ ہیں، وہ ہزاروں پردوں کے اندر ہے اوراس کا چہرہ دکھلانے والی یہی قوم ہے۔''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22۔صفحہ 21.20)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ :

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک درس قرآن کے دوران سورہ اخلاص کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اور خوارق میں سے آپ علیہ السلام کی دعاؤں کی قبولیت ہے جس میں مقابلہ کے واسطے تمام جہان کے عیسائیوں،آریوں وغیرہ کو بارہا چیلنج دیا جا چکا ہے مگر کسی کو طاقت نہیں کہ اس کے مقابلہ میں کھڑا ہو سکے۔''

(ضمیمہ اخبار بدر۔صفحہ39)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد تمام دنیا کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایسا ہے جسے اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہب کے سچا ہونے کا یقین ہے تو آئے اور ہم سے آکر مقابلہ کرلے..........اس وقت دنیا کو معلوم ہوجائے گا کہ خدا کس کی دعا قبول کرتا ہے۔میں دعویٰ سے کہتا کہ ہماری ہی دعا قبول ہو گی۔''

(الفضل23 اکتوبر1917ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔تم میرے لئے دعا کرو کہ مجھے تمہارے لئے زیادہ دعا کی توفیق ملے اور اللہ تعالیٰ ہماری ہر قسم کی سستی دور کر کے چستی پیدا کرے۔ میں جو

دعا کروں گا وہ انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی۔"

(منصب خلافت ۔ انوار العلوم جلد 2۔صفحہ 47)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اپنی دعاؤں کی قبولیت کے متعلق فرماتے ہیں:

قبولیت دعا کا نشان:

"خدا کا سایہ سر پر ہونے کے دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی کثرت سے دعائیں سنے گا یہ علامت بھی اتنی بیّن اور واضح طور پر میرے اندر پائی جاتی ہے کہ اس امر کی ہزاروں نہیں لاکھوں مثالیں مل سکتی ہیں کہ غیر معمولی حالات میں اللہ تعالیٰ نے میری دعائیں سنیں وَذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ۔ پھر یہ نہیں کہ میری دعاؤں کی قبولیت کے صرف احمدی گواہ ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں عیسائی، ہزاروں ہندو اور ہزاروں غیر احمدی بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق میری دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور ان کی مشکلات کو دور کیا۔ الفضل میں بھی ایسے بیسیوں خطوط وقتاً فوقتاً چھپتے رہتے ہیں کہ کس طرح مخالف حالات میں لوگوں نے مجھے دعاؤ ں کے لئے لکھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کی مشکلات کو دور کر دیا۔ اس معاملہ میں بھی میں نے بار بار چیلنج دیا ہے کہ اگر کسی میں ہمت ہے تو وہ دعاؤں کی قبولیت کے سلسلہ میں ہی میرا مقابلہ کر کے دیکھ مگر کوئی مقابل پر نہیں آیا...... اگر لوگ اِس معاملہ میں میری دعاؤں کی قبولیت کو دیکھنا چاہتے ہیں تو وہ بعض سخت مریض قرعہ اندازی کے ذریعہ تقسیم کر لیں اور پھر دیکھیں کہ کون ہے جس کی دعاؤں کو خدا تعالیٰ قبول کرتا ہے کس کے مریض اچھے ہوتے ہیں اور کس کے مریض اچھے نہیں ہوتے۔"

(الموعود۔صفحہ 182 تا 184)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"کسی دوست نے ایک غیر مبائع کے متعلق بتایا کہ وہ کہتے ہیں عقائد تو ہمارے ہی درست ہیں مگر دعائیں میاں صاحب کی زیادہ قبول ہوتی ہیں۔"

(خلافت راشدہ انوار العلوم جلد 15۔صفحہ 551)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کی ذات اتنی پیاری اورمحبت کرنے والی ہے کہ انسانی عقل اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ اس تھوڑے سے عرصہ میں خدا تعالیٰ نے ہزار ہا لوگوں کی ضرورتوں کو اپنے فضل سے میری دعا کے ذریعہ پورا کیا، جن کے حق میں دعائیں قبول ہوئیں وہ ہر جگہ کے ہیں۔"

(الفضل 25 جون 1971ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"میری دعائیں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہیں اور میں ہمیشہ آپ کی دعاؤں کا بھوکا ہوں۔ میں نے آپ کی تسکین قلب کے لئے، آپ کے بار ہلکا کرنے کیلئے، آپ کی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے آپ ربّ رحیم سے قبولیت دعا کا نشان مانگا ہے اور مجھے پور الیقین اور پورا بھروسہ ہے اس پاک ذات پر کہ وہ میری اس التجا کو رد نہیں کرے گا۔"

(الفضل 30 دسمبر 1965ءصفحہ 1.2)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے قبولیت دعا کے واقعات:

7 اپریل1909ء کا ذکر ہے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ درس القرآن کیلئے مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے اور سورۂ آل عمران کے پانچوں رکوع کا درس دیا۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے ان انعامات کا ذکر فرمایا ہے جو اس نے حضرت مریم علیہا السلام پر نازل کئے اور بتایا کہ کس طرح ان کے پیدا ہوتے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایسے سامان مہیا کئے کہ جن کے نتیجہ میں ان کی نہایت اعلیٰ درجہ کی تربیت ہوئی اور وہ ایک خدا نما وجود اور صدیقہ بن گئیں۔

ان مریمی صفات کے ذکر پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا ذہن قدرتی طور پر اللہ تعالیٰ کے ان انعامات کی طرف منتقل ہو گیا جو اُس نے خود حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ) کی ذات والا صفات پر کئے تھے اور حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ) نے محبت الٰہیہ کے جذبات سے سرشار ہو کر فرمایا:

’میں تمہیں کہاں تک سناؤں، سناتے سناتے تھک گیا مگر خدا کی نعمتوں کے بیان کرنے سے میں نہیں تھکا اور نہ مجھے تھکنا چاہئے۔ اس نے مجھ پر بڑے بڑے فضل کئے ہیں۔ یہاں ایک اخبار کے ایڈیٹر نے اپنی نظم چھاپی ہے۔ ’’مجھے معلوم نہ تھا‘‘ میں اسے پڑھتااور سجدہ میں گر گر جاتا۔چونکہ وہ بہت درد سے لکھی ہوئی تھی اس لئے اس نے میرے درد مند دل پر بہت اثر کیا۔ وہ صوفیانہ رنگ میں ڈوبی ہوئی نظم تھی۔ میں جس بات پر شکر کر تا ہوں وہ یہ تھی کہ خدا مجھ پر وہ وقت لایا ہی نہیں (میں یہ کہوں کہ) ’’مجھے معلوم نہ تھا‘‘ میں نے ہوش سنبھالتے ہی مولوی محرم علی مولوی اسماعیل، مولوی اسحاق کی کتابوں نصیحۃ المسلمین، تقویۃ الایمان، روایت المسلمین وغیرہ کو پڑھا اور ان سے توحید کا وہ سبق پڑھا کہ ہر غلطی سے بحمداللہ محفوظ رہا غرض خدا تعالیٰ جن کو نوازتا ہے عالمِ اسباب کو بھی ان کا خادم کر دیتا ہے۔‘‘

یہ نظم جس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے میرے درد مند دل پر بڑا اثر کیا۔مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کی تھی جو ان دنوں اخبار بدر کے اسسٹنٹ ایڈیٹر تھے۔ اس نظم کا پہلا شعر یہ تھا کہ:

عارضی رنگِ بقا تھا مجھے معلوم نہ تھا
سرمۂ چشم فنا تھا مجھے معلوم نہ تھا

مکرم قاضی صاحب اسی سلسلہ میں حضور رضی اللہ عنہ کی قبولیت دعا کا ایک عجیب واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

’’میں دفتر ’’بدر‘‘ میں حسب معمول ایک دن چار پائی پر لیٹے ہوئے بستر کو تکیہ بنائے اور آگے میز رکھے دفتر ایڈیٹر و منیجر کا فرض بجا لا رہا تھا جو مجھے حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کی ایک چٹ ملی جس پر مرقوم تھا:

’’ میں نے آپ کے لئے بہت دعا کی ہے اللہ تعالیٰ نعم البدل دے گا۔ وَلَمْ اَکُنْ بِدُعَائِکَ رَبِّ شَقِیًّا۔

میں کچھ حیرت زدہ ہوا کیونکہ یہ تو درست بات تھی کہ میرے دو لڑکے یکے بعد دیگرے چالیس دن کے اندر گولیکی (ضلع گجرات) میں فوت ہو چکے تھے، جمشید سات اکتوبر1908ء کو ساڑھے نو ماہ اور خورشید پلوٹھا گیارہ نومبر 1908ء کو بعمر 5سال8ماہ مگر میں نے حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں دعا کی کوئی تحریک نہیں کی تھی۔ آخر معلوم ہوا کہ میری یہ نظم والدۂ عبدالسلام مرحوم حضرت اماں جی نے گھر میں ترنم سے پڑھی۔ حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ آنکھیں بند کئے لیٹے ہوئے تھے جو ناگاہ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا:

’’الحمدللہ مجھے تو معلوم تھا۔‘‘

اماں جی نے بتایا کہ یہ نظم اکمل صاحب کی ہے جو آپ کی شاگرد سکینۃ النساء کے شوہر ہیں۔ بیچاروں کے دو بیٹے یکے بعد دیگرے فوت ہو گئے ہیں۔ حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ پر اس کا ایسا اثر ہو کہ حضور کی توجہ فوراً دعا کی طرف پھر گئی اور اس کے بعد حضور نے مجھے وہ رُقعہ لکھا جس کا اُوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس کے بعد 1910ء میں میرے ہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے لڑکا تولد ہوا جس کا نام آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ) نے عبدالرحمٰن رکھا (جنید ہاشمی بی۔اے) اور پونے تین سال بعد1913ء میں دوسرا لڑکا تولد ہو جس کا نام آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ) نے عبدالرحیم رکھا (شبلی ایم کام) اور اس طرح آپ کی دعا کی قبولیت کا ہم نے نظارہ دیکھا۔**فالحمدللہ علیٰ ذلک**''

(حیات نور۔صفحہ 430 تا 432)

مکرم قاضی صاحب نے حضرت خلیفۂ اول کی قبولیت دعا کے واقعات کے سلسلہ میں ایک اور واقعہ بیان کیا ہے۔آپ لکھتے ہیں:

''لکھنؤ کے شیخ محمد عمر صاحب لاہور میڈیکل میں پڑھتے تھے (جو بعد میں ڈاکٹر محمد عمر صاحب کے نام سے سلسلہ احمدیہ کے ایک مخلص نامور ممبر جناب بابو عبدالحمید صاحب ریلوے آڈیٹر لاہور کے داماد ہوئے) طبیعت ابتدا ہی سے آزاد پائی تھی، کسی کے سامنے جھکتے نہ تھے، بلحاظ وضع قطع اور انداز گفتگو وہ کچھ نہ تھے جو باطن میں تھے، صوم و صلوٰۃ کے پابند، تہجد خوان، مہمان نواز، غربا مریضوں کے ہمدرد، وہ حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دعا کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ ان کی میڈیکل استادوں اور سربراہ سے نہیں بنتی تھی اور وہ سمجھتے تھے کہ مجھے کوئی نہ کوئی نقص نکال کر فیل کردیا جاتا ہے۔ جب دو سال متواتر فیل قرار دیئے گئے تو دیدہ و دانستہ حضرت خلیفۂ اولؓ کے جذبات کو برانگیخت کرنے کے لئے ان کی محفل میں مجھے مخاطب کرتے ہوئے واشگاف غیر مومنانہ الفاظ میں کہنے لگے: ''خدایا تو ہے ہی نہیں یا ہے تو میڈیکل ممتحن کے سامنے اس کی پیش نہیں جاتی''۔ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ نے سن لیا اور آنکھیں اُوپر اٹھا کر فرمایا:

'' ہلا جی! ''

(یعنی اچھا جی)اور پھر اپنے مطلب کے کام میں مشغول ہو گئے۔

اسی سال محمد عمر صاحب ڈاکٹر بن گئے اور کامیاب قرار پائے۔ میرے پاس آئے کہ اب یہ خبر کس طرح پہنچاؤں اور کس منہ سے حاضر خدمت ہوں۔ میں نے کہا: چلو چلتے ہیں۔ میں نے بیٹھتے ہی عرض کر دیا کہ محمد عمر پاس ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

دیکھا میرے قادر خدا کی قدرت نمائی!''

(حیات نور ۔صفحہ 432 و 433)

''محترم شیخ عبد اللطیف صاحب بٹالوی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں مولوی غلام محمد صاحب امرتسری حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ''دارلضعفا''اور سکول میں غریب طالب علم جو غالبًا مالا بار کے تھے۔ ان کے پاس سردی سے بچنے کیلئے کپڑے نہیں۔حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ہم ابھی دعا کرتے ہیں۔ چنانچہ دعا شروع فرمادی۔ دوسرے یا تیسرے دن اٹلی کے اعلیٰ قسم کے کمبل آنے شروع ہو گئے اور جوں جوں آتے حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ) تقسیم فر ما دیتے۔ جب نواں یا گیارھواں کمبل آیا تو آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ) کی اہلیہ محترمہ حضرت اماں جی کو یہ کمبل بہت پسند آیا اور عرض کی کہ یہ کمبل تو ہم نہیں دیں گے۔ حضرت نے مسکرا کر فرمایا کہ آج اکیس کمبل آنے تھے

مگر اب نہیں آئیں گے۔ چنانچہ اس کے بعد کوئی کمبل نہیں آیا۔‘‘

(حیات نور۔صفحہ 517)

بارش بند ہونے کی دعا:

محترم چودھری غلام محمد صاحب بی اے کا بیان ہے کہ:

’’1909ء کے موسم برسات میں ایک دفعہ لگاتار آٹھ روز بارش ہوتی رہی جس سے قادیان کے بہت سے مکانات گر گئے۔ حضرت نوب محمد خاں صاحب مرحوم نے قادیان سے باہر نئی کوٹھی تعمیر کی تھی وہ بھی گر گئی۔ آٹھویں یا نویں دن حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز کے بعد فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں آپ سب لوگ آمین کہیں۔ دعا کرنے کے بعد آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ میں نے آج وہ دعا کی ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر میں صرف ایک دفعہ کی تھی۔ دعا کے وقت بارش بہت زور سے ہو رہی تھی اس کے بعد بارش بند ہو گئی اور عصر کی نماز کے وقت آسمان بالکل صاف تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی۔‘‘

(حیات نور۔صفحہ 441 و 442)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے قبولیت دعا کے واقعات حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ ۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہا تحریر فرماتی ہیں:

پارٹیشن (partition) کے پریشانی کے دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک دن عصر کے وقت آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) میرے پاس آئے، آپ کی آنکھیں سرخ اور متورّم تھیں، آواز میں رِقت تھی مگر اس پر پورا ضبط کئے ہوئے تھے۔مجھے فرمانے لگے:

’’صبح صبح عید ہے میں شائد آپ لوگوں کو’’ عید‘‘ دینی بھول جاؤں۔ کام کی مصروفیت غیر معمولی ہے اور مجھے موجودہ حالات کے متعلق شدید گھبراہٹ ہے۔گو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری دعا کو سنا ہے اور اس کا یہ وعدہ ہے کہ اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا۔‘‘میں سجدہ کی حالت میں تھا جس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت ملی ہے اور مجھے اس پر پورا ایمان ہے لیکن پھر بھی دعا کی سخت ضرورت ہے تم بھی درد سے دعائیں کرو۔اللہ تعالیٰ تبلیغ کے راستے ہمیشہ کھلے رکھے۔‘‘

میں نے آپ(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) کا یہ الہام و بشارت نوٹ کر لیا اور اس کے پورا ہونے کی منتظر رہنے لگی۔ آج آپ سب دیکھ رہے ہیں کہ وہ دعا اور پھر اس کو جواب جس میں بشارت تھی کسی خوبی اور کس خوبصورتی سے پورا ہوا۔ کس طرح قادیان سے نکلنے کے بعد پھر یہ ساری جمیعت ایک جھنڈے تلے جمع ہوئی اور پھر کس شان و شوکت سے اسلام کی تبلیغ چار دانگ عالم میں پہنچی، کس طرح زیادہ سے زیادہ حق کی تڑپ وجستجو رکھنے والے احمدیت کے اس دوسرے مرکز میں جوق در جوق پہنچے۔**فالحمد اللہ علیٰ ذلک۔**

(روزنامہ الفضل26مارچ فضل عمر نمبر1966)

حضرت سیدہ مہر آپا رضی اللہ عنہا مزید تحریر فرماتی ہیں:

’’ایک اَور واقعہ اسی زمانہ کا ہے جو اس مستجاب الدعوات کے شانِ نزول کا شاہد ہے۔ پارٹیشن (partition)کے بعد خاص مشکلات کا سامنا رہا۔ اسلام دشمنی کے سند یافتہ کب پیچھا چھوڑ سکتے تھے۔محض اور محض احمدیت کی دشمنی کی بنا پر جب عزیز محترم میاں ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہ

العزیز) اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کر لیا گیا۔ آپ(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) کا پریشان ہونا ایک قدرتی امر تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) اس لحاظ سے ضرور مطمئن تھے کہ میرا بیٹا اور بھائی محض اس جرم میں ماخوذ ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں اور دین محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علمبردار ہیں اور دین کے راستہ میں آزمائش بھی سنت نبوی ہے۔

گرمیوں کے دن تھے اور پھر ربوہ کی گرمی! عشا کے وقت ہم حسبِ معمول صحن میں تھے۔ باوجود اُوپر کی منزل میں ہونے کے گرمی کی شدت میں کمی نہ تھی۔ رات کا کھانا ہم اکٹھے کھارہے تھے اِس دوران میں آپ(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) نے گرمی کی شدت اور اس سے بے چینی کا اظہار فرمایا۔ میرے منہ سے بے اختیار نکل گیا: ''پتہ نہیں میاں ناصر(خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ)اور میاں صاحب (حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ)کا اس گرمی میں کیا حال ہوگا؟ خدا معلوم انہیں وہاں (یعنی جیل میں) کوئی سہولت بھی میسر ہے یا نہیں؟ آپ(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) نے جواباً فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے وہ صرف اس جرم پر ماخوذ ہیں کہ ان کا کوئی جرم نہیں اس لیے مجھے اپنے خدا پر کامل یقین و ایمان ہے کہ وہ جلد ہی ان پر فضل کرے گا۔''

اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ عشا کی نماز کیلئے کھڑے ہو گئے، گریہ و زاری کا وہ منظر میں بھول نہیں سکتی۔ میں اس کی کیفیت کو قلمبند نہیں کرسکتی جو اس وقت میری آنکھوں نے دیکھا۔ اس گریہ میں تڑپ اور بے قراری بھی تھی، اس میں ایمان و یقین کامل کا بھی مظاہرہ تھا، اس میں ناز اور ناز برداری کی سی کیفیات بھی تھیں۔ یہی منظر پھر میں نے تہجد کے وقت دیکھا۔ اس وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ دعائیں بلند آواز سے نہایت عجزاور رِقت کے ساتھ مانگ رہے تھے... آپ(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) کی دعا رات کے سکوت میں اس قدر بلند تھی کہ میں سمجھتی تھی کہ یہ آواز ہمارے ارد گرد بچوں کے گھروں تک ضرور پہنچی ہو گی۔

چنانچہ جب دن چڑھا اور ڈاک کا وقت ہوا تو پہلا تار جو ملا وہ یہ خوشخبری لئے ہوئے تھا کہ حضرت میاں صاحب، عزیز محترم میاں ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) رہا ہو چکے ہیں۔ کتنی جلدی میرے خدا نے مجھے قبولیت دعا کا معجزہ دکھایا۔ الحمدللہ۔''

(روزنامہ الفضل۔فضل عمر نمبر26مارچ1966ء)

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب ''حیات قدسی'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''میں نے قادیان میں اپنا ایک مکان بنوایا اور مکان بنوانے کے لیے بعض احباب سے قرض لیا تو میں پریشان تھا اور چاہتا تھا کہ یہ قرض جلد اتر جائے۔ چنانچہ میں نے رمضان المبارک کے مہینہ میں خصوصیت سے قرض کی ادائیگی کی بابت دعا شروع کی جب دعا کرتے آٹھواں دن ہوا تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہم کلام ہوا اور اس پیارے محبوب مولا نے مجھ سے ان الفاظ میں کلام فرمایا۔ ''اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا قرضہ جلد اتر جائے۔تو خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کو بھی شامل کرالے۔''اس کے بعد جلد معجزانہ رنگ میں یہ قرض اتر گیا۔

(حیات قدسی حصہ چہارم ۔صفحہ6,7)

''حضرت مولوی عبدالمالک خان صاحب مرحوم ومغفور یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

'' 1939ء کا واقعہ ہے، میں فیروز پور میں متعین تھا۔مختصراً میں ان کی طرف سے یہ بیان کر دیتا ہوں۔ ان کی

بیگم صاحبہ بہت سخت بیمار ہوگئیں۔ بچے کی پیدائش کے نتیجہ میں ان کی بڑی بیٹی فرحت پیدا ہوئی تھیں جو آجکل حیدر آباد کن میں ہیں۔ اس کے نتیجے میں بے احتیاطی ہوئی، بخار چڑھ گیا جو انفیکشن (infection) کا بخار تھا۔اس زمانے میں تو ابھی پینسلین وغیرہ ایجاد نہیں ہوئی تھیں۔ بخار اکثر مہلک ثابت ہوا کرتا تھا اور 108 تک درجہ حرارت پہنچ گیا۔ وہ اپنی بیوی کو ہسپتال چھوڑ کر سیدھا قادیان بھاگے اور جا کر وہ کہتے ہیں کہ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا قصر خلافت کا، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور کہا: مالک کس طرح آئے ہو؟اور ساتھ ہی مجھے لے کر اندر ڈرائنگ روم میں چلے گئے جہاں حافظ مختار احمد صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کیفیت ہے اور بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت صاحب(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) نے دعا کی اور چند لمحے توقف فرمایااور میرے بازو پر ہاتھ مار کر فرمایا مولوی صاحب! اب آپ کی بیوی کو بخار نہ ہو گا۔ اس جگہ حضرت مختار احمدصاحب بھی تشریف فرما تھے۔حضور(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) نے مجھے یہ بشارت دی اور فرمایا آپ اب جا سکتے ہیں اس پر حضرت حافظ صاحب بھی میرے ہمراہ باہر تشریف لائے اور باہر نکل کر مجھے بتایا کہ آپ کی بیوی کا بخار پونے دس بجے ٹوٹا ہوگا کیونکہ جس لمحہ حضور(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) نے آپ کو بشارت دی تھی اس وقت میں نے گھڑی دیکھی تو بعینہٖ اس وقت پونے دس کا وقت تھا اِس لئے آپ جایئے اور جا کر دریافت کریں کہ یہ بخار کب ٹوٹا تھا؟ کہتے ہیں میں واپس پہنچا فیروز پور ہسپتال میں جو عیسائی ہاسپٹل(Hospital) تھا وہاں کی عیسائی لیڈی ڈاکٹر سے انہوں نے کہا کہ میری بیوی ٹھیک ہو چکی ہے اور میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس کا بخار پونے دس بجے ٹوٹا تھا؟اس نے کہا تمہیں کیسے پتا کہ یہ ٹھیک ہوگئی ہے اور تمہیں کیسے پتا کہ پونے دس بجے ٹوٹا ہے؟ انہوں نے کہا: میں قادیان سے آرہا ہوں اس طرح میں نے دعا کی درخواست کی تھی، یہ واقعہ ہوا ہے اِس لیے مجھے یقین ہے۔ شاید اِس اُمید پر کہ یہ بات جھوٹی نکلے وہ اسی وقت، حالانکہ ملاقات کا وقت نہیں تھا ان کو ساتھ لے کر یعنی مولوی عبدالمالک خان صاحب کو ساتھ لے کر،ان کے کمرے میں گئی اور بخار کا چارٹ دیکھا۔ عین نو بج کر پینتالیس منٹ پر بخار نارمل ہوا تھا اور وہ چارٹ گواہ بنا ہوا کھڑا تھا۔‘‘

(خطبہ عید الفطر 27اپریل 1990ء)

محترم سعدیہ خانم صاحبہ اہلیہ محترم عبدالقیوم خان کمپونڈر ربوہ لکھتی ہیں:۔

’’1949ء کی بات ہے کہ میری لڑکی جو اس وقت صرف دو سال کی تھی۔اس کے پاؤں کے انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی پر شدید چوٹ آنے سے ہڈی کو سخت نقصان پہنچا اور زخم بڑھتے بڑھتے ناسور کی شکل اختیار کر گیا۔ ہم اس وقت راولپنڈی میں تھے۔ بڑے بڑے ڈاکٹروں، حکیموں، جراحوں اور نائیوں سے علاج کروایا مگر کسی سے اِفاقہ نہ ہوا اور ڈاکٹروں نے خطرہ ظاہر کیا کہ کہیں لڑکی کی ٹانگ نہ کاٹنی پڑے۔ ہمیں لڑکی کے بار ہ میں سخت تشویش تھی۔ اُوپر سے زخم مل جاتا لیکن پھر مہینہ بیس دن کے بعد انگلی کی ہڈی سے پیپ بہنے لگتی۔ بے شمار دوائیں کھلائی گئیں۔ اسی عرصہ کے دورا ن ہمیں اپنی ڈاکٹری کی دکان کے سلسلہ میں ضلع ہزارہ میں رہنے کا موقع ملا۔ ایک دفعہ پھر پہلے کی طرح پیپ بہنے لگی۔عصر کی نماز کا وقت تھااور میں نماز پڑھ رہی تھی کہ وہاں کی پہاڑی عورتوں نے لڑکی کے والد کو مشورہ دیا کہ آپ اس کو فلاں خانقاہ پر لے جائیں اور وہاں کی مٹی سے دو تین دفعہ نہلائیں۔ لڑکی کے والد تو خاموش رہے لیکن جب نماز پڑھتے ہوئے یہ آواز میرے کان میں پڑی تو میرا دھیان اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی طرف پھر گیا اور میں نے نماز میں بڑے عجز و انکسار سے دعا کی کہ اے رحیم وغفور آقا! لڑکی کو صحت دے۔ میں نے لڑکی کے والد سے کہا کہ اگر لڑکی مرتی ہے تو مر جائے ہم اپنا

ایمان کیوں خراب کریں،خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے وہ صحت دے گا۔ میں حضور اقدس(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں دعا کے لئے لکھوں گی۔ سو اسی دن میں نے حضور(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا اور دو تین ہفتے متواتر لکھتی رہی اور حضور(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) کی طرف سے جواب بھی ملتا رہا۔ قدرت خدا وند تعالیٰ کہ جو دوائی ہم بیسیوں دفعہ لگا چکے تھے اسی دوائی سے زخم بھر گیا اور کچھ دنوں میں کامل طور پر شفاء ہو گئی اور بفضلہٖ تعالیٰ لڑکی اب تک بالکل ٹھیک اور تندرست ہے ۔**فالحمد لله عليٰ ذلک۔**

(ماہنامہ مصباح ستمبر1962ء)

محترمہ سعدیہ خانم لکھتی ہیں:

’’میرا لڑکا روز پیدائش سے ہی بیمار اور کمزور رہنے لگا تھا۔ یہ 1955ء کی بات ہے صرف بیس دن کا تھا کہ اسے نمونیہ ہوا اور پھر سال ڈیڑھ سال کے اندر چار دفعہ لگا تار اس کا حملہ ہوا۔علاج معالجہ میں کمی نہ تھی لیکن آئے دن اس کی بیماری سے سخت پریشانی رہتی تھی۔ایک دن عصر کے وقت جبکہ حضور نے نماز پڑھانے کے لیے آنا تھا میرے میاں بچے کو لے گئے۔جب حضور قصر خلافت سے باہر تشریف لائے تو میرے میاں نے آگے بڑھ کر عرض کیا۔حضور دعا فرما دیں۔اس پر حضور نے ازراہ شفقت بچے کی کمر پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی اور پھر بفضلہٖ تعالیٰ بچہ اس موذی بیماری سے تندرست ہو گیا اور آج تک اس کے دوبارہ حملہ سے محفوظ ہے۔فالحمدللہ۔‘‘

(ماہنامہ مصباح ستمبر1962ء)

محترمہ سعدیہ خانم صاحبہ تحریر کرتی ہیں:

’’میری ایک ہمشیرہ کے شادی کے سات سال بعد ایک لڑکا ہوا وہ بھی ایک سال کا تھا کہ فوت ہو گیا۔ شادی کو بارھواں سال ہو چکا تھا اور کوئی بچہ نہ تھا۔ میں نے حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں دعا کے لئے تفصیلی خط لکھا کہ حضور(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) میری ہمشیرہ کا میاں بھی اکیلا ہے نہ اس کا کوئی بھائی ہے نہ بہن ہے، نہ ماں نہ باپ ہیں۔ حضور(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے نیک اولاد کی نعمت سے نوازے۔ الحمدللہ کہ درخواست دعا کے پورے ایک سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو چاند جیسی لڑکی عطا فرمائی۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی اَور ہیں۔‘‘

(ماہنامہ مصباح ستمبر1962ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی دعا کا معجزانہ اثر:

مکرم ملک حبیب اللہ صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی انسپکٹرز آف سکولز لکھتے ہیں:

’’شجاع آباد کے قیام کے دوران مجھے ایک ایسا مرض لاحق ہو گیا جس نے مجھے بالکل نڈھال اور مردہ کی مانند کر دیا۔تھوڑے تھوڑے دنوں کے بعد پیٹ میں اتنا شدید درد اٹھتا کہ میں بے ہوش ہو جاتا۔تقریباً دو سال میں نے ہر قسم کے علاج کئے لیکن حالت خراب ہو گئی۔ آخر تنگ آ کر میں نے امرتسر کے سرکاری ہسپتال میں داخلہ لے لیا۔ وہاں ٹیسٹ ہوئے اور یہ فیصلہ ہو کہ میرے پتّا اور اپینڈکس ہر دو کا اپریشن ہو گا۔ اس سے مجھے گھبراہٹ پیدا ہوئی اور میں ایک دن بلا اجازت ہسپتال سے چلا گیا اور قادیان پہنچا اور حضور(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا عرض کیا حضور(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

نے توجہ سے سن کر فرمایا کہ آپ کو اپنڈے سائٹس تو قطعاً نہیں ہاں پیچھیں نقص ہے آپ علاج کرائیں میں دعا کروں گا انشاء اللہ آرام آجائے گا۔ اس کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ میں تندرست ہو جاؤں گا۔چنانچہ میں اپنی ملازمت پر واپس چلا آیا اور ملتان کے ایک حکیم صاحب سے معمولی ادویات لے کراستعمال کرنا شروع کیں۔ تین چار ماہ کے بعد بیماری کا نام و نشان بھی نہ رہا۔ حالا نکہ اس سے قبل تقریباً دو سال یونانی اور انگریزی ادویات استعمال کر چکا تھا۔ یہ صرف حضور کی معجزانہ دعا کا نتیجہ تھا جس نے میرے جیسے مردہ کی مانند مریض کو شفا یاب کر دیا۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے آج تک مجھے پیٹ کی تکلیف نہیں ہوئی۔ حالانکہ غذا کے معاملہ میں سخت بد پرہیزی کرتا رہا ہوں۔‘‘

(روزنامہ الفضل20مارچ1966ء)

مکر سیٹھ عبداللہ بھائی اللہ دین صاحب لکھتے ہیں:

’’1918ء میں میں نے اپنے لڑکے علی محمد صاحب اور سیٹھ اللہ دین ابراہیم بھائی نے اپنے لڑکے فاضل بھائی کو تعلیم کے لیے قادیان روانہ کیا۔علی محمد نے1920ء میں میٹرک پاس کرلیا ان کو لندن جانا تھا۔ دونوں لڑکے مکان میں واپس آنے کی تیاری کر رہے تھے کہ یکا یک فاضل بھائی کوTYPHOIDبخار ہو گیا تو ہاسٹل کے معزز ڈاکٹر جناب حشمت اللہ صاحب اور حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ ان سے ہو سکا سب کچھ کیا طبیعت درست بھی ہو گئی مگر بدپرہیزی کے سبب پھر ایسی بگڑی کہ زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ جب یہ خبر حضرت امیر المومنین(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) کو پہنچی تو حضور(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) خود بورڈنگ میں تشریف لائے اور بہت دیر تک دعا فرمائی۔ اس کے طبیعت معجزانہ طور پر سدھر نے لگی اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے فاضل بھائی کو نئی زندگی حاصل ہو گئی۔ یقیناً حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ موت نہیں ٹلتی مگر دعا سے ۔یہ حقیقت ہم نے صاف طور پر اپنی نظر سے دیکھ لی۔الحمدللہ‘‘

(الحکم دسمبر1939ء)

مکر م سیٹھ عبداللہ بھائی اللہ دین صاحب لکھتے ہیں:

’’اسی طرح ایک اَور واقعہ ہوا۔ میری تیسری لڑکی عزیزہ ہاجرہ بیگم کے پیٹ میں یکا یک درد ہو گیا۔ ہم نے اپنے قریب رہنے والے سرکاری خطاب یافتہ ڈاکٹر کو جو آنریری مجسٹریٹ بھی ہے بلوایا۔ انہوں نے دیکھ کر کہا کہ لڑکی کے پیٹ میں پیپ ہو گیا ہے فوراً آپریشن (operation) کر کے نکال دینا چاہئے ورنہ جان کا خطرہ ہے وہ دسمبر کا مہینہ تھا۔ مجھے قادیان سالانہ جلسہ پر ایک دو روز میں جانا تھا اور یہاں یہ حالت ہو گئی۔ پھر ہم نے یہاں کے ہاسپٹل (Hospital) کے بڑے یورپین ڈاکٹر کو بلوایا اس نے خوب معائنہ کیا اور کہا کہ نہ پیپ ہے اور نہ آپریشن کی ضرورت۔ ہم سب یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور خدا تعالیٰ کو شکر کیا لیکن وہ ڈاکٹر اپنی رائے پر ہی اَڑا رہا کہ پیپ یقیناً ہے۔ فوراً آپریشن کی ضرورت ہے اس کے بغیر اگر یہ لڑکی بچ جائے تو میں اپنی ڈاکٹری چھوڑ دوں گا لیکن ہم نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی میں دوسرے روز قادیان روانہ ہو گیا۔ وہاں سے واپس آنے تک لڑکی اچھی رہی مگر اس کے بعد یکا یک لڑکی کی ناف میں سوراخ ہو گیا اور اِس قدر پیپ نکلا کہ جس کی کوئی حد نہیں رہی۔ ہم نے پھر اسی ڈاکٹر کو بلوایا جس نے کہا تھا کہ پیپ ہے۔ اب ہم آپریشن کے لئے بھی رضامند ہو گئے مگر اس نے کہا کہ لڑکی کی حالت بہت نازک ہو گئی ہے۔ اب آپریشن کا وقت نہ رہا۔ اب وہ کیسHOPELESS ہو گیا۔ ہم نے فوراً ایک تار حضرت امیرالمومنین(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی

اللہ عنہ) کی خدمت میں اور دوسرا الفضل کو روانہ کیا اور پھر ایک بار حضور(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) کی دعا کا معجزانہ نتیجہ دیکھا کہ بغیر کسی ڈاکٹری علاج کے صرف ایک معمولی دوائی کی۔ دوائی سے میری پیاری لڑکی کامل صحت پا گئی۔الحمدللہ ثم الحمد للہ۔''

(الحکم دسمبر1939ء)

مکر م سیٹھ عبدا للہ بھائی اللہ دین صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت امیر المومنین(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) کے ارشاد کے مطابق میں نے اپنے لڑکے علی محمد سلمہٗ .I.C.S کے لئے لندن روانہ کیا۔ وہاں ان کو پہلے.M.A کی ڈگری حاصل کرنا ضروری تھا۔ مگر.M.A میں اس قدر دیر ہوگئی کہ .I.C.S کے لئے موقع نہ رہا۔ M.Aکے سات مضامین میں سے چھ تو انہوں نے پاس کر لئے مگر آخری مضمون CONSTITIONAL LAW AND CONSTITUTIONAL HISTORY میں متواتر فیل ہوتے گئے اس لئے وہ بیزار ہو کر واپس گھر آنا چاہتے تھے۔ ان کو سات سال کا عرصہ ہو گیا تھا اس لئے میں نے حضرت امیر المومنین(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) سے ان کو واپس بلا لینے کی اجازت چاہی مگر حضور(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ان کا نام پاس ہونے والوں کی فہرست میں دیکھا ہے اس لئے انشاء اللہ یہ یقیناً پاس ہو کر آئیں گے۔ میں نے ان کو یہ سارا حال لکھ کر پھر کوشش کرنے کو کہا اس پر انہوں نے پھر ایک بار کوشش کی مگر پھر بھی فیل ہو گئے۔یہ بے حد پریشان تھے کہ اب آئندہ کیا کیا جائے۔ ان کے استاد کو جب معلوم ہو کہ پھر فیل ہو گئے تو اس نے تحقیق کی۔ معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کا وہاں کیا کرشمہ ہوا کہ ایک دو روز میں ان کو یونیورسٹی کی طرف سے اطلاع ملی کہ آپ کے فیل ہونے کی خبر غلط تھی آپ پاس ہو گئے ہو۔

یہ بہت خوش ہوئے اور سمجھ گئے یہ محض خدا تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کا خواب پورا کرنے کیلئے ان پر یہ فضل کیاہے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا اور ڈگری حاصل کر کے حج کا موقع تھا اس لئے واپس ہوتے ہوئے حج کر کے الحاج علی محمدؐ ایم۔اے بن کر ہم کر آ ملے۔الحمدللہ ثم الحمدللہ۔''

(الحکم دسمبر1939ء)

مکرم سیٹھ عبداللہ بھائی اللہ دین صاحب لکھتے ہیں:

''ہماری تجارتی فرم میں ہم چاروں بھائی مختلف کام دیکھتے تھے۔ خان بہادر احمد الہ دین بھائی سیمنٹ اور کوئلہ کا کام دیکھتے تھے۔غلام حسین بھائی ایس اور سوڈا کا کام دیکھتے تھے۔قاسم علی بھائی دفتر میں بوٹس ہڈی کا۔

میں جب احمدی ہوا تب سے مجھے حضرت امیر المومنین کی دعاؤں کی تاثیرات کا خوب علم تھا اس لئے میرے ذمہ جو کام تھا اس کی ترقی کے لئے حضور(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) سے دعائیں کرواتا رہتا تھا اور حضور کی خدمت میں ماہوار ایک سو روپیہ نذرانہ روانہ کرتا رہتا تھا جس کے طفیل ہماری فرم کو سالانہ اوسطاً دس ہزار روپیہ منافع ہوا کرتا تھا۔ میرے بھائی قاسم علی اہل حدیث ہو گئے اور میری مخالفت شروع کر دی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو امرت سر سے بلوایا کر خوب مخالفت کروائی جس میں میرے غلام حسین بھائی بھی شریک ہو گئے۔ اب یہ دونوں بھائی میں جو کام دیکھتا تھا اس میں دخل دینے لگے اور میں جو ماہوار رقم قادیان روانہ کر تا تھا اس کے متعلق اعتراض کرنے لگے اِس لئے میں نے روپیہ بھیجنا موقوف کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری فرم کا جو دس ہزارروپیہ منافع ہو تا تھا وہ جاتا رہا بلکہ نقصان ہوتا رہا۔ آخر وہ وقت آیا کہ ہماری فرم نے تجارت ترک کر دی...... میں نے حضور(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) سے آگے کے مطابق دعا

کروانی شروع کی اور ماہوار آگے جو ایک سو روپیہ روانہ کرتا تھا اس کے عوض دو سو روپیہ روانہ کرنے لگا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم کو سالانہ اوسطاً پندرہ ہزار منافع ہونے لگا۔ الحمدللہ ثم الحمد للہ۔

(الحکم دسمبر1939ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے قبولیت دعا کے واقعات مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب لکھتے ہیں:

''1965ء میں جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ مسند خلافت پہ متمکن ہو چکے تھے۔ خاکسار ان ایام میں منڈی بہاؤالدین میں بطور مربی متعین تھا۔ مجھے ایک مرتبہ پیٹ میں دائیں جانب درد سی رہنے لگی۔ ایک ڈاکٹر کے پاس مشورہ کے لئے گیا تو ڈاکٹر صاحب نے پوری طرح معائنہ کے بعد دوبارہ آنے کے لئے کہا جب دوبارہ حاضر ہوا تو وہاں ایک اور ڈاکٹر بھی میرے معائنہ کے لئے موجود تھے۔ چنانچہ اس دفعہ دونوں ڈاکٹروں نے مل کر معائنہ کے بعد یہ رائے قائم کی کہ اپنڈیکس بڑھنے کا قوی امکان ہے اور اس صورت میں آپریشن کی ضرورت ہو گی۔ خاکسار کو یہ سن کر تشویش ہوئی اور اگلے ہی روز خاکسار نے ربوہ پہنچ کر حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) کی خدمت میں حاضری دی، ساری کیفیت بیان کر کے اور ڈاکٹروں کی رائے بتا کر دعا کی عاجزانہ درخواست کی۔حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) نے نہایت توجہ سے ساری باتیں سن کر خاکسار کو تسلی دی کہ انشاء اللہ میں دعا کروں گا اور ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق اپنڈیکس کی تکلیف ہرگز نہ ہو گی آپ فکر نہ کریں۔ چنانچہ خاکسار کی ساری فکر جاتی رہی بلکہ اگر کوئی تکلیف پردۂ غیب میں مقدر بھی تھی تو میرے پیارے آقا (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ڈاکٹروں کی رائے نے واقعاتی رنگ اختیار نہیں کیا۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر۔صفحہ 238.237۔اپریل۔مئی1983ء)

مکرم سلطان محمود انور صاحب لکھتے ہیں:۔

''1972-73ء میں جب کہ خاکسار کراچی میں بطور مربی متعین تھا میرا چھوٹا بیٹا عزیزم سلمان محمود بعمر ڈیڑھ سال سخت بیمار پڑ گیا۔اورمحترمہ ڈاکٹر محمودہ نذیر صاحبہ (اللہ تعالیٰ موصوفہ کی مغفرت فرمائے اور بے شمار اجر عطا کرے آمین) کے زیر علاج تھا۔جب بیماری میں زیادہ شدت آگئی تو موصوفہ نے اپنے گھر والے کلینک میں بچے کو admit کر لیا اور بڑی توجہ سے علاج جاری رکھا مگر حالت دن بہ دن خراب ہو تی گئی۔ ایک روز بعد نماز مغرب خاکسار کو ٹیلیفون پر ڈاکٹر صاحبہ موصوفہ نے بتایا کہ بچے کی حالت ایسی ہو چکی ہے کہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ میں پوری کوشش کر چکی ہوں مگر صحت ہوتی نظر نہیں آتی اس طرح موصوفہ نے پوری مایوسی کا اظہار کر دیا۔ یہ سن کر خاکسار نے کراچی سے ربوہ اپنے پیارے آقا کی خدمت میں ٹیلیفون کال بک کرائی تا کہ دعا کے لئے درخواست کروں ان دنوں کال ملنے کے انتظار گھنٹوں کرنی پڑتی تھی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹھیک پانچ منٹ میں کال مل گئی اور حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ اَعْلَی اللّٰہُ مَثْوَاھَا نے فون اٹھایا اور بتایا کہ حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) تو اس وقت عشا کی نما ز کے لئے مسجد میں ہیں آپ پیغام دے دیں۔ خاکسار نے بچے کی حالت کا ذکر کر کے دعا کی درخواست حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے عرض کیا اسی دوران حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) تشریف لے آئے تو حضرت بیگم صاحبہ نے مجھے فرمایا کہ انتظار کریں میں ابھی حضور(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) کی خدمت میں عرض کئے دیتی ہوں۔ چنانچہ آپ، حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) کی خدمت میں عرض کرنے کے بعد مجھے فون پر بتا رہی تھیں کہ اسی دوران پیارے آقا (حضرت

خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) خود ٹیلیفون کے نزدیک تشریف لے آئے اور خاکسار سے براہِ راست بچے کی بیماری اور علاج کی ساری تفصیل سن کر فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا آپ فکر نہ کریں بچہ صحت یاب ہو جائے گا گھبرانے کی قطعاً ضرورت نہیں۔'' اپنے محسن اور شفیق آقا سے تسلی پا کر خاکسار اسی وقت کلینک پہنچا۔ ڈاکٹر صاحبہ نے بچے کی حالت دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ اب بچہ ایسی حالت کو پہنچ چکا ہے کہ علاج جاری رکھنا ممکن نہیں رہا میں نے ڈاکٹر صاحبہ کو اپنے آقا (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) کی دُعا اور تسلی آمیز یقین دہانی کا ذکر کیا تو موصوفہ جیسے خوشی سے اُچھل پڑیں کیونکہ موصوفہ خود بھی نہایت دُعا گو احمدی خاتون تھیں۔ جب کمرے میں جا کر بچہ کی حالت دیکھی تو وہ ایسی حالت میں تھا کہ بڑی ہی کمزور نبض کی معمولی حرکت جاری تھی مگر جسم کی رطوبت ختم ہو کر جسم میں کوئی لوچ نہ تھی بلکہ سارا جسم سخت اکڑ چکا تھا اور بچہ چند لمحوں کا مہمان نظر آتا تھا۔ بہر حال سوائے دعا کے کوئی چارہ نہ تھا اور ایسی حالت میں دعاؤں میں سخت رِقت تھی۔ اچانک بچے کی آنکھوں میں ہلکی سی حرکت ہوئی اور اس کے ساتھ ہی تدریجاً اُمید کی صورت بڑھنے لگی۔ کچھ وقفہ کے بعد بچہ نے دُودھ بھی پی لیا اور ٹمپریچر نارمل کی طرف بڑھنے لگا اور چہرہ پر کچھ تازگی آ گئی۔ رات سکون سے گزری اور صبح جب ڈاکٹر صاحبہ نے بچہ کا معائنہ کیا تو ان کی رپورٹ یہ تھی کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بچہ معجزانہ طور پر بیماری کی گرفت سے پوری طرح نکل کر نارمل حالت پہ آ گیا ہے اور سوائے کمزوری کے کوئی رَمق بیماری کی باقی نہیں رہی۔ تب ڈاکٹر صاحبہ نے بیماری کی صحیح کیفیت بھی بتا دی کہ بچہ بیک وقت سرسام اور گردن توڑ بخار سے بیمار تھا اور DEHYDRATION سے رَگیں تک سوکھ گئی تھیں اور سوائے دعا کے اعجاز کے صحت کی کوئی صورت ہرگز ممکن نہ تھی۔''

(ماہنامہ خالد سید نا ناصر نمبر اپریل ،مئی 1983ء۔صفحہ 239,238)

مکرم سعید احمد سعید صاحب چاہ بوہڑ والا ملتان لکھتے ہیں:

''خاکسار 1957ء تا 1959ء تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں زیرِ تعلیم رہا ہے اور دنوں خاکسار کو اعصابی دورے پڑتے تھے۔ بعض لوگ اس کو مرگی کا دورہ بھی کہتے تھے۔ مہینہ میں کئی بار دورہ پڑتا تھا اور اکثر اوقات کئی کئی گھنٹے بے ہوش رہتا تھا۔ حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) اس وقت کالج کے پرنسپل تھے۔ ایک دن خاکسار کو بہت ہی سخت قسم کا دورہ پڑا۔ کافی دیر تک ہوش نہیں آ رہا تھا۔ سارا فضل عمر ہوسٹل پریشان تھا آخر کار حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) کو کوٹھی پر اطلاع دی گئی کہ سعید احمد ہوسٹل میں دورہ پڑنے سے بے ہوش ہو گیا ہے۔ حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) اسی وقت ہوسٹل میں تشریف لائے اور میری چارپائی پر تشریف فرما ہوئے پھر کھڑے ہو کر اجتماعی لمبی دعا کی جونہی حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) نے دعا ختم کی خاکسار کو ہوش آ گیا۔ آنکھیں کھولیں تو عجیب نظارہ دیکھا کہ حضور محبت اور شفقت سے میرے پاؤں اور ٹانگیں دبا رہے تھے۔ میں نے حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) سے درخواست کی کہ حضور مجھے شرمندہ نہ کریں، آپ آرام فرمائیں اور گھر تشریف لے جائیں۔ حضور فوری طور پر مسکرائے اور فرمایا: ''میں نہیں جاتا'' آج تم سگریٹ پی لو اجازت ہے۔ تم نے سگریٹ پینی ہو گی۔ خاکسار بہت شرمندہ ہوا اور حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) کی دعاؤں کے طفیل سگریٹ نوشی ترک کر دی اور اب اللہ کے فضل سے وہ بیماری ختم ہو گئی ہے۔''

(ماہنامہ خالد سید نا ناصر نمبر اپریل ،مئی 1983ء۔صفحہ 292)

میاں محمد اسلم صاحب پتو کی لکھتے ہیں:

''خاکسار 11نومبر1963ء کو احمدی ہوا اور 9اپریل1965ء کو خاکسار کی شادی ہوئی۔ بارہ سال تک خاکسار کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی تمام رشتہ دار غیر احمدی تھے اور مخالفت کرتے تھے ۔ وہ تمام اور گاؤں والے بھی یہی کہتے کہ چونکہ یہ قادیانی ہو گیا ہے لہٰذہ یہ ابتر رہے گا (نعوذباللہ)۔ خاکسار نے اس تمام عرصہ میں ہر قسم کا علاج کروایا لیکن اولاد نہ ہوئی۔ دوسری طرف میری بیوی بھی رشتہ داروں کے طعنے سن کر میری دوسری شادی کرنے پر رضا مند ہو گئی۔
اس اثنا میں خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تمام حالات لکھ کر درخواست دعا کی کہ خدا تعالیٰ اولاد سے نوازے۔ حضور(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) نے خط میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا اور ضرور نرینہ اولاد سے نوازے گا۔ حضور(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) کی اس دعا کی برکت سے اب میرے چار لڑکے ہیں۔ تمام لوگ حیران ہیں کہ یہ اولاد کس طرح ہو گئی حالانکہ لیڈی ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ اس عورت سے اولاد ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خاکسار اس کے جواب میں اپنے غیراحمدی رشتہ داروں کو یہی کہتا ہے کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا زندہ نشان ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعا کی برکت سے دیا۔''

(میاں محمد اسلم آف کماس پتوکی۔ضلع قصور از ماہنامہ خالد سید نا ناصرنمبر اپریل مئی1983ء۔صفحہ 293,292)

چودھری محمد سعید کلیم دارالعلوم غربی ربوہ لکھتے ہیں:

''میری بہو جو آج کل جرمنی میں ہے اس کو پیٹ میں درد ہوتا تھا چنانچہ وہاں کے ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ آپریشن کراؤ۔ میں نے یہ خط حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) کو پیش کیا اور عرض کی کہ حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) دعا کریں کہ میری بہو بغیر آپریشن کے ٹھیک ہو جائے تو آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) نے فرمایا: ''اس کو لکھ دو کہ آپریشن نہ کرائے میں دعا کروں گا وہ ٹھیک ہو جائے گی۔'' چنانچہ میں نے حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) کے الفاظ اس کو لکھ دیئے اور وہ بغیر آپریشن کے ٹھیک ہو گئی اور اب تک ٹھیک ہے۔الحمدللہ۔''

(ماہنامہ خالد سید نا ناصرنمبر اپریل مئی1983ء۔صفحہ 291)

مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں:

''فروری1970ء کی بات ہے عاجز کی اہلیہ بس کے ایک حادثہ سے زخمی ہو گئیں خصوصاً سر کی چوٹ کے باعث بیہوشی طاری تھی۔ خون بے حساب بہ چکا تھا۔فضل عمر ہسپتال میں مرہم پٹی ہوئی سر کے زخم کو ٹانکے لگے۔ مکرم ڈاکٹر قریشی لطیف احمد صاحب اور مکرم عبدالجبار صاحب اٹینڈ (attend) کر رہے تھے (جزاکم اللہ)۔ بے ہوشی کے باعث جو تقریباً چھتیس گھنٹہ رہی، بے حد تشویش تھی۔ الحمدللہ حضور پر نور(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) کی دعائے مستجاب میسر آ گئی۔ حضور انور (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) کی خدمت میں تحریری طور پر تفصیل عرض کی گئی جس پر حضور انور (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) کے اپنے دست مبارک سے لکھے ہوئے یہ الفاظ دل کی ڈھارس کا باعث ہوئے اور شفا یابی کے بارے میں یقین کے مقام پر پہنچا گئے۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے شفا دے اور خیریت سے رکھے۔'' چھتیس گھنٹے کے بعد جب اہلیہ اُم (یعنی میری اہلیہ) ہوش میں آئیں تو پھر کامل شفا کے لئے حضور انور(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) سے مزید درخواست دعا کی گئی اس پر حضور انور (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا: ''الحمدللہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عاجلہ عطا

کرے۔‘‘

خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر اہلیہ اَم کو صحت عطا فرمادی اور وہ اڑتالیس گھنٹے بعد یعنی حادثہ کے تیسرے روز ہسپتال سے فارغ ہو کر گھر پہنچ گئیں۔**الحمدلله علیٰ ذلک۔**‘‘

(ماہنا مہ انصار اللہ اپریل1984)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے قبولیت دعا کے واقعات آنکھوں کا نو ر واپس آ گیا:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ20جولائی1986ء کو قبولیت دعا کے نتیجے میں ایک دوست کی آنکھوں کی معجزانہ شفا یابی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’ڈھاکہ کے ایک احمدی دوست اپنے ایک دوست کے متعلق جو احمدی نہیں لکھتے ہیں کہ میں ان کو سلسلے کا لٹریچر بھی دیتا رہا اور کیسٹس بھی سناتا رہا جس سے رفتہ رفتہ ان کا دل بدلنے لگا۔ جماعت کے لٹریچر سے ان کو وابستگی پیدا ہو گئی اور وہ شوق سے لٹریچر مانگ کر پڑھنے لگے۔ اس دوران ان کی آنکھوں کو ایسی بیماری لاحق ہو گئی کہ ڈاکٹروں نے یہ کہہ دیا کہ تمہاری آنکھوں کا نور جاتا رہے گا اور جہاں تک دنیاوی علم کا تعلق ہے ہم کوئی ذریعہ نہیں پاتے کہ تمہاری آنکھوں کی بصارت کو بچا سکیں۔ اس کا حال جب اس کے غیر احمدی دوستوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے طعن وتشنیع شروع کر دی اور یہ کہنے لگے اور پڑھو احمدیت کی کتابیں۔یہ احمدیت کی کتابیں پڑھ کر تمہاری آنکھوں میں جو جہنم داخل ہو رہی ہے اس نے تمہارے نور کو خاکستر کر دیا ہے۔ یہ اس کی سزا ہے جو تمہیں مل رہی ہے۔ انہوں نے اس کا ذکر بڑی بے قراری سے اپنے احمدی دوست سے کیا۔ انہوں نے کہا تم بالکل مطمئن رہو تم بھی دعا کرو میں بھی دعا کرتا ہوں اور اپنے امام کو بھی دعا کے لئے لکھتا ہوں اور پھر دیکھو اللہ کس طرح تم پر فضل نازل فرماتا ہے۔چنانچہ کہتے ہیں اس واقعہ کے بعد چند دن کے اندر اندر ان کی آنکھوں کی کایا پلٹنی شروع ہوئی اور دیکھتے دیکھتے سب نور واپس آ گیا۔جب دوسری مرتبہ وہ ڈاکٹر کو دکھانے گئے تو ڈاکٹر نے کہ اس خطرناک بیماری کا کوئی بھی نشان میں باقی نہیں دیکھتا۔‘‘

(ضمیمہ ماہنامہ خالد ربوہ جولائی1987ء)

گلے کی تکلیف دور ہو گئی:

مکرم منصور احمد صاحب لطیف آباد حیدر آباد تحریر کرتے ہیں کہ تقریباً بیس سال پہلے میرے گلے میں تکلیف ہوئی جو کئی مہینوں پر محیط ہو گئی میں خود بھی ہومیو پیتھی کا مطالعہ کرتا ہوں اس کی روشنی میں علامات کے لحاظ سےLycopodium200 دوا بنتی تھی یہ دوا استعمال کر کے دیکھ لی فائدہ نہیں ہوا۔ اس دوران حضور پرنور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا۔حضور پرنور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) نے بھی یہی دوا اسی طاقت میں لکھی۔ پہلے جو دوا استعمال کی تھی اس میں سے آدھی بچی ہوئی تھی۔ حضور انور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) کا خط آنے پر وہی دوائی استعمال کی اور صحت یاب ہو گیا۔‘‘

(روزنامہ الفضل سیدنا طاہر نمبر27دسمبر2003ء۔صفحہ53)

لاعلاج مریض رو بہ صحت ہو نے لگا:

حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) نے خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جولائی1986ء میں فرمایا:

''ایران سے ڈاکٹر فاطمۃ الزہرا لکھتی ہیں کہ میرا اکلوتا بیٹا دائیں ٹانگ کی کمزوری کی وجہ سے بیما ر ہوا اور دن بدن حالت بگڑنے لگی یہاں تک کہ وہ لنگڑا کر چلنے لگا۔ ماہر امراض کو کھایا گیا لیکن کوئی تشخیص نہ ہو سکی اور انہوں نے ا س کی صحت کے متعلق مایوسی کا اظہار کیا۔ وہ کہتی ہیں کہ مجھے اچانک دعا کا خیال آیا اور اس خیال کے ساتھ میں نے خود بھی دعا کی اور آپ کو دعا کے لئے خط لکھا۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ مریض جسے ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا تھا اسی دن سے رُوبصحت ہونے لگا اور باوجود اس کے کہ ڈاکٹروں کو اس کی بیماری کی کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی اس لئے وہ علاج کرنے سے بھی معذور تھے اس دن سے دیکھتے دیکھتے اس کی حالت بغیر علاج کے بدلنے لگی اور اللہ کے فضل سے اب بوقت تحریر وہ بالکل صحیح ہے۔''

(ضمیمہ ماہنامہ خالد ربوہ جولائی1987ء)

فصلوں میں غیر معمولی برکت:

مکرم منصور احمد صاحب لطیف آباد حیدر آباد سے تحریر کرتے ہیں کہ:

''مکرم میجرعبدالحمید شرما صاحب سابق نائب ناظم وقف جدید میرے بہنوئی مکرم چودھری محمود احمد صاحب آف نو کوٹ کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ وقف جدید کی دو گھوڑیاں (جو بہت کمزور تھیں)آپ نے اپنے پاس رکھ لیں۔ برادرم چوہدری صاحب نے نہ صرف گھوڑیاں رکھنے کی حامی بھری بلکہ ملازمین کو ہدایت کی کہ ان کو کھلا فصلوں میں چھوڑ دیا جائے اس پر مزارعین نے اعتراض کیا کہ آپ اپنے حصے کی تو قربانی دے رہے ہیں ہمارا جو نقصان ہوگااس کا کون ذمہ دار ہے۔آپ نے جواباً کہا کہ جن فصلوں میں گھوڑیاں نہیں چھوڑیں گئیں میں ان کی پیداوار کے لحاظ سے آپ کا حصہ دوں گا۔اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ جن زمینوں میں گھوڑیاں چھوڑی گئیں ان کی فی ایکڑ پیداوار50من رہی اور جن میں نہیں چھوڑی گئیں ان کی اوسط پیداوار45من فی ایکڑ رہی۔اس دوران گھوڑیاں بہت صحت مند ہو گئیں۔میجر عبدالحمید شرما صاحب دوبارہ تشریف لائے اور گھوڑیاں دیکھ کر بہت خوش ہوئے انہوں نے یہ خوش کن اطلاع حضور پر نور کی خدمت میں بھجوائی تو حضور انور کی طرف سے جواب موصول ہوا کہ جن کھیتوں سے ان کھوڑیوں نے گھاس کھائی ہے اللہ کرے وہ کھیت سونا اگلیں۔ برادرم چوہدری صاحب بتاتے ہیں کہ اس کے بعد میری فصلوں میں غیر معمولی برکت عطا ہوئی اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔''

(روزنامہ الفضل سیدنا طاہر نمبر27 دسمبر2003ء)

یہ قبولیت کا نشان تھا:

ڈاکٹر سید برکات احمد صاحب انڈین فارن سروس میں رہے، کئی کتب لکھیں، حضور انور(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) کی کتا ب ''مذہب کے نام پر خون'' کا انگریزی ترجمہ کیا۔ آپ مثانہ کے کینسر سے بیمار تھے جس کا امریکا میں آٹھ گھنٹے کا ناکام آپریشن ہوا اور ڈاکٹروں نے چار سے چھ ہفتے کی زندگی بتائی۔ حضور انور

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) کی خدمت میں دعا کی درخواست کی تو جواب آیا: ''دعا کی تحریک پر مشتمل آپ کے پر سوز و گداز خط نے خوب ہی اثر دکھایا اور آپ کے لئے نہایت عاجزانہ فقیرانہ دعا کی توفیق ملی اور ایک وقت اس دعا کے دوران ایسا آیا کہ میرے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا،میں رحمت باری سے امید لگائے بیٹھا ہوں کہ یہ قبولیت کا نشان تھا''۔ چنانچہ حضور کی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے انہوں نے چار سال تک فعال علمی اور تحقیقی زندگی گزاری۔ ڈاکٹر ان کی زندگی اور فعال علمی و تحقیقی زندگی پر حیرت زدہ تھے۔اور برکات صاحب بتاتے کہ ہمارے روحانی پیشوا کی دعائیں خدا تعالیٰ نے سنی تو ڈاکٹر سر ہلا کر کہتے ہاں معجزہ ہے، معجزہ ہے۔''

(الفضل 9 دسمبر2000ء)

باقاعدہ جمعہ پڑھتے ہیں:

''لائبیریا (Liberia)میں ایک احمدی مسٹر ماسا کوئے (Massaquoi)صاحب کا دل بڑھ گیا اور پھیپھڑوں میں پانی پڑ گیا۔ایک ڈاکٹر کے پاس لے گئے تو اس نے کہافی خوراک600امریکن ڈالر خرچ آئے گا وہ گھبرائے ہوئے امیر صاحب کے پاس مدد کے لئے آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھی دعا کے لئے خط لکھا۔ انہیں حضور انور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) کا نسخہ بنا کر دیا گیا۔الحمدللہ اب بالکل ٹھیک ہیں اور باقاعدہ بیت الذکر میں جمعہ پڑھنے آتے ہیں۔''

(الفضل انٹرنیشنل 13اپریل2001ء)

کبھی آنکھیں خراب نہ ہوئیں:

''مکرمہ امۃ القدوس شوکت صاحبہ بنت عبدالستار خان صاحب تحریر کرتی ہیں کہ پاکستان میں گرمی کی وجہ سے میری آنکھیں ہر وقت خراب رہتی تھیں۔حضور کو دعا کے لیے لکھا آپ نے دعا کی اور فرمایا انشاء اللہ ٹھیک ہو جائیں گی۔اس وقت کے بعد کبھی میری آنکھیں خراب نہ ہوئیں۔''

(روزنامہ الفضل 31 مئی 2003ء)

صحت مند بچے کی پیدائش:

مکرم رانا وسیم احمد صاحب صدر جماعت قلعہ کالر والا ضلع سیالکوٹ تحریر کرتے ہیں کہ:

''1994ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر خاکسار نے حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) سے معانقہ اور مصافحہ کرتے ہوئے عرض کی کہ میری اہلیہ کے ہاں بچہ پیدا ہونے والا ہے۔حضور انور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) بچے کے لئے دعا بھی کریں اور اس کی والدہ کو ہومیو پیتھک دوائی بھی استعمال کے لئے دیں کیونکہ قبل ازیں دو بچے ہوئے تھے انہوں نے اپنی والدہ کا دودھ نہیں پیا۔حضور انور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) نے از راہِ شفقت میری اہلیہ صاحبہ کے لئے ہومیو پیتھک دوائی بھی دی اور بچے کا نام اعجاز احمد تجویز فرمایا۔حضور انور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) کی دعاؤں کے طفیل بچے نے اپنی والدہ کا دو سال دودھ بھی پیا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے صحت مند بھی ہے اور چوتھی کلاس میں تعلیم حاصل کر رہا

ہے۔''

(روزنامہ الفضل سیدنا طاہر نمبر 27 دسمبر 2003۔ صفحہ 54)

بچہ فر فر بولنے لگ گیا:

مکرم نذیر احمد سندھو صاحب ایڈوکیٹ بوریوالہ تحریر کرتے ہیں کہ:

''اپریل 1980ء میں صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے حکم پر دعوت الیٰ اللہ کا ایک پروگرام میرے آبائی گاؤں چک 30/11/L میں منعقد ہوا۔ مکرم چودھری نذیر احمد باجوہ صاحب امیر ضلع ساہیوال و صدر مقامی اس تقریب کے میزبان تھے۔ علاقے کے معززین مدعو تھے۔ بوریوالا میں میرے ایک صاحب ثروت اور بااثر دوست ملک نذیر حسین صاحب لنگڑیال (مرحوم) کے میزبان فیملی سے پہلے سے گہرے مراسم تھے۔ میں بھی ملک صاحب کو ساتھ لے کر تقریب میں شامل ہوا۔ حضرت میاں صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) سے میری ایک محبت بھری ملاقات اسی گاؤں میں ہوئی۔ دعوت الیٰ اللہ کے پروگرام میں معمول کے مطابق خطاب اور سوال و جواب کی بھر پور مجلس ہوئی اپنے خطاب کے آخر میں آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) نے حق و صداقت میں رہنمائی کے لئے دعا کرنے کی تحریک کی۔
بعد تقریب باجوہ صاحب نے ملک صباحت کا تعارف حضرت میاں صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) سے کرایا۔ میری موجودگی میں ملک صاحب نے اپنی مقامی بولی میں بڑی چاہت سے پوچھا: ''میاں صاحب! دعاواں قبول وی تھیندیاں نیں۔'' یعنی کیا دعائیں واقعی قبول ہوتی ہیں؟ آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) نے فلسفۂ دعا پر روشنی ڈالی اور ملک صاحب کی درخواست پر ان کیلئے دعا کرنے کا وعدہ کر لیا۔ آپ کو اطلاع دی گئی کہ ملک صاحب کا بیٹا صفدر حسین جوان ہو چکا ہے۔ ہائی سکول کی بڑی جماعت میں پڑھتا ہے مگر سخت لکنت کی وجہ سے کسی سے بات بھی نہیں کر سکتا ہر جگہ سے دعائیں اور دوائیں لی ہیں مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ خبر پاتے ہی آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) نے دعا جاری رکھنے کی حامی بھری نیز ایک مخصوص ہومیو دوا کھلانے کی تحریک فرمائی۔ ادھر ملک صاحب نے بازار سے دوا منگوالی ادھر سکول ٹیچر مبارک باد کہنے گھر پہنچ گیا کہ آج ملک صفدر حسین ماشاء اللہ فر فر بول رہا ہے۔ الحمدللہ کہ بوریوالہ میں قبولیت دعا کا یہ نشان زندہ موجود ہے جو شفا بدوں دوا کا مظہر بھی ہے۔ اس واقعہ کے چند سال بعد تک ملک صاحب حیات رہے مگر بوجوہ قبول احمدیت کا اعلان نہ کر سکے مگر تا دم آخر تسلیم کرتے رہے کہ: ''دعاواں قبول وی تھیندیاں نیں۔''

(روزنامہ الفضل سیدنا طاہر نمبر 27 دسمبر 2003ء۔ صفحہ 54)

اٹھارہ سال بعد بچی پیدا ہوئی:

مکرم قریشی داؤد احمد صاحب ساجد مربی سلسلہ برطانیہ لکھتے ہیں کہ:

'' خاکسار کی شادی کے چند سال بعد ہمارے ہاں اولاد نہ ہونے کی وجہ سے مختلف قسم کے علاج کروانے شروع کئے۔ پاکستان میں قیام کے دوران ڈاکٹر فہمیدہ صاحبہ (ربوہ) ڈاکٹر نصرت صاحبہ (ربوہ) کے علاوہ بہت سے ڈاکٹروں سے علاج کروایا۔ گھانا (Ghana) میں قیام کے دوران ہومیوپیتھک کے علاوہ ایک انڈین

(Indian) اور ایک انگیریز لیڈی ڈاکٹر (English Lady Doctor) سے بھی علاج کروایا لیکن کوئی شفا نہ ہوئی۔ خاکسار مع فیملی 1999ء میں گھانا سے انگلستان آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے دوران دعا کی درخواست کی۔ خاکسار کی اہلیہ کو ہومیو پیتھک سے کافی دلچسپی ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضور کی کتاب سے مختلف ادویات کا مطالعہ کیا اور مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کیا: Sulphur CM کی ایک خوراک۔ اگلے ماہ Sepia CM کی ایک خوراک۔ اس کے بعد تقریباً دو ماہ تک درج ذیل نسخہ استعمال کیا: Kali Phos Calc .Phos Ferrum Phos, تیس طاقت میں اور .Lillium Tig بھی تیس طاقت میں۔ اس دوائی کے استعمال کے بعد اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے شادی کے اٹھارہ سال بعد 23 فروری 2001ء کو ہمیں بیٹی سے نوازا۔''

(الفضل انٹرنیشنل 28 ستمبر 2001ء)

آئندہ بیٹا لے کر آنا:

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جولائی 1986ء میں مندرجہ ذیل قبولیت دعا کا واقعہ سنایا:

''نائیجیریا (Nigeria) سے سیف اللہ چیمہ تحریر فرماتے ہیں کہ گزشتہ مرتبہ جب میں آپ سے ملنے آیا میری بیوی بھی ساتھ تھی۔ ہم نے ذکر کیا کہ ہماری شادی پر ایک عرصہ گزر گیا ہے اور کوئی اولاد نہیں۔اس وقت آپ نے بے اختیار یہ فقرہ کہا کہ: ''بشریٰ بیٹی آئندہ جب آؤ تو بیٹا لے کر آنا'' وہ کہتے ہیں کہ الحمدللہ آپ کو یہ خوشخبری دے رہا ہوں کہ اب جب ہم آپ سے ملنے آئیں گے تو بیٹا لے کر آئیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ وہ بیٹا عطا فرما چکا ہے۔''

(ضمیمہ ماہنامہ خالد ربوہ جولائی 1987ء)

خوبصورت اور عمر پانے ولا بچہ پیدا ہوگا:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک خطاب میں اپنی قبولیت دعا کا انتہائی ایمان افروز روح پرور اور اعجازی نشان پر مشتمل واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''غانا جب میں پہنچا ہوں تو وہاں کے ایک چیف نانا اوجیفو (Nana Ojefo) صاحب جو عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے وہ پہلی رات مجھے ملنے کیلئے آئے اور نماز کے بعد مجلس میں انہوں نے خواہش کا اظہار کیا کہ میں آپ کے ہاتھ پر دستی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔جب میں نے مربی صاحب سے وجہ پوچھی تو جو واقعہ سنایا وہ میں آپ کو سناتا ہوں وہ کہتے ہیں یہ خصوصیت کے ساتھ ایک تو ہم پرست کاہن قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ان لوگوں میں بڑے رسم و رواج ہیں اور بڑے توہمات ہیں ان کی بیوی کا حمل ہر دفعہ ضائع ہو جاتا تھا اور کبھی مدت پوری نہیں ہوتی تھی اس پریشانی کا ذکر انہوں نے عیسائی پادریوں سے کیا اور دم پھونکنے والے کے پاس گئے کوئی فائدہ نہ ہوا۔آخر جب اس طرف سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے امام وہاب صاحب سے بات کی اور کہا کہ میں ہوں عیسائی لیکن مجھے عیسائیت پر سے دعا کا یقین اٹھ گیا ہے آپ لوگوں کے متعلق سنا ہے کہ آپ دعا کرتے ہیں تو خدا قبول بھی کرتا ہے تو اپنے امام کو میری طرف سے یہ ساری کہانی لکھیں اور ان کو بتائیں کہ مصیبت میں ہم گرفتار ہیں ہمارے لئے دعا کریں۔ چنانچہ انہوں نے ان کی دعا کا خط مجھے بھجوایا۔اب

میں نہیں جانتا کہ ایسا کیوں ہوا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ایسا کروایا کہ میں نے ان کو جواب لکھا کہ آپ کو بچہ نصیب ہو گا اور بہت ہی خوبصورت اور عمر پانے والا بچہ ہو گا۔جب حمل ہوا بیوی کو تو ڈاکٹروں نے یہ کہا کہ نہ صرف بچہ مر جائے گا بلکہ بیوی کو بھی لے مرے گا۔ بچہ ایسی حالت میں ہے کہ تمہاری بیوی کی جان کو خطرہ ہے اس لئے تم اس حمل کو ضائع کرا دو۔ اس نے کہا کہ ہرگز نہیں مجھے جماعت احمدیہ کے امام کا خط آیا ہے نہ میری بیوی کو کوئی نقصان پہنچے گا نہ میرے بچے کو کوئی نقصا ن پہنچے گا۔پھر وہ ہر ہفتے آ کر دعا کی یاد دھانی کروا جاتے تھے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نہایت ہی خوبصور ت صحت مند بچہ عطا فرمایا اور ان کی بیگم صاحبہ بھی بالکل ٹھیک ٹھاک رہیں کوئی ان کو تکلیف نہ ہوئی مجھے یاد ہے ان کی جو تار یہاں آئی تھی ا نہوں نے لکھا تھا کہ God has blessed me with a bounding son اس کا مطلب ہے ۔کہ خدا نے اچھلتا کودتا قوت کے ساتھ چھلانگیں لگاتا ہو ا بچہ پیدا فرمایا ہے۔ چنانچہ ان کی خواہش تھی کہ میرے ہاتھ پر بیعت کریں اس لئے وہ دیر کرتے رہے۔''

(ضمیمہ ماہنامہ خالد ربوہ اگست1988ء)

یہ جرمن نوجوان ضرور جیتے گا:

جرمنی میں ایک سوال و جواب کی مجلس کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

'' میں لنڈن ٹی وی پر جرمن کھلاڑی کو کھیلتے ہوئے دیکھ رہا تھا وہ کھیل رہا تھا تو میں نے دعا کی کہ اے خدا اسے جیت عطا فرما میں نے اسی وقت اپنے گھر والوں کو کہہ دیا کہ یہ جرمن نوجوان ضرور جیتے گا کیونکہ مجھے قبولیت دعا کا یقین ہو گیا تھا۔ چنانچہ خدا کے فضل سے یہ جرمن کھلاڑی جیت گیا۔آپ لوگ شاید دعا کی حقیقت کو پوری طرح نہ سمجھ سکیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ قبولیت دعا کا معجزہ تھا۔اور اس سے میری جرمن قوم کے ساتھ دلی وابستگی کا پتہ چلتا ہے کیونکہ یہ وہ قوم ہے جس نے ہمارے نوجوانوں کے ساتھ احسان کا سلوک کیا ہے۔''

(ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ دسمبر1985ء)

دعائے مستجاب کا چمکتا ہوا نشان:

مکرم عبدالسمیع نون صاحب آف سرگودھا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبولیت دعا کا معجزانہ اور حیرت انگیز واقعہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''من ہائیم جرمنی (Mon Heim Germani) میں 2001ء کی ایک صبح نہیں بھولتی جب میں عزیزم ملک نادرحسین کو غنڈوں نے 50 لاکھ روپے تاوان کے لئے جبراً اغوا کیا تھا۔ سات رات اور دن آنکھیں باندھ کر نامعلوم مقام پر انہیں رکھا گیا۔ مجھے اسی رات فون پر اطلاع مل گئی تو اپنی آہ و زاری کے ساتھ سیدنا حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) کا در کھٹکھٹایا جو قیامت کھوکھر غرنی پر گزر گئی اس کا احوال بتا بتا کر کہ حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) سے دعائے مضطربانہ کی بار بار درخواست کی حتیٰ کہ ایک دن میں دو دو بار فیکس بھی دیئے۔ حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) نے بہت کرم فرمایا، بہت دعا کی بہت الجھا ہوا مسئلہ آناً فاناً حل ہو گیا۔ یہ حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) کی موروثی صفت تھی۔

وہ کس باپ کا بیٹا تھا اور کس دادے کا پوتا تھا! آج یہی ابنائے فارس ہی تو ہیں جو وفا اور محبت اور رحم کے بے پناہ جذبات رکھتے ہیں اور غیروں کے دُکھوں دَردوں کو بھی محسوس کرتے ہیں یہ تو پھر بھی اپنا غلام تھا، آخر حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) کی دعائیں مستجاب ہوئیں اور خلاف توقع نہ صرف ساتویں دن عزیز موصوف کی رہائی ہوئی اور وہ لوگ 100 ''معززین'' کا وفد لے کر معذرت خواہی کے لئے آئے اور 50 لاکھ روپیہ موصول شدہ تاوان بھی واپس کر گئے۔''

(روزنامہ الفضل سیدنا طاہر نمبر 27 دسمبر 2003ء۔صفحہ 54)

پہلے سے ایک تہائی قیمت پر سودا:

مکرم ومحترم سید نصیر احمد صاحب چیئر مین ایم ٹی اے انٹرنیشنل تحریر فرماتے ہیں:

''1996ء میں ہم امریکہ کینیڈا کے لئے ڈیجیٹل سروس شروع کر رہے تھے اور یہ ان وقتوں کے لحاظ سے ایک نہایت انقلابی قدم تھا۔ ابھی ڈیجیٹل ریسیور بھی دستیاب نہ تھے۔ بڑی کوششوں اور کئی مشکلات کے بعد ایک کمپنی سے طے پایا کہ وہ ہمارے لئے ریسیور نئے سرے سے Develope کریں گے۔ اگرچہ قیمت زیادہ تھی مگر کوئی چارہ نہ تھا۔ایک تسلی کا سامان تھا کہ اب امریکہ کینیڈا کے لئے چوبیس گھنٹے کی نشریات بلارُکاوٹ شروع ہوسکیں گی۔حضور انور بھی مطمئن تھے۔پھراچانک اس کمپنی کا فون آیا کہ ہم کچھ مشکلات میں آگئے ہیں۔ لہٰذا اب ہم ریسیورنہیں بنا سکیں گے۔ تمام منصوبوں کا محل یکدم مسمار ہو تا نظر آیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ان دنوں ہالینڈ (Holand) کے دورے پر تھے۔خاکسار نے ڈرتے ڈرتے، اپنے خیال میں نپے تلے الفاظ میں حضور کی خدمت میں فیکس کر دیا اور احساس کے اندر ہی دفتر تبشیر سے مکرم اخلاق انجم صاحب کا فون آیا ہے اور فرمایا ہے: یعنی اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اے اللہ روح القدس سے ہماری مدد فرما۔ خلافت کی دعاؤں کی معجزانہ برکات کے سلسلہ میں اپنے گزشتہ حسین تجربات کی بنا پر خاکسار کو اسی وقت تسلی ہوگئی کہ محض حضور انور کی دعاؤں سے خدا تعالیٰ ضرور کوئی راستہ نکا ل دے گا۔ اس واقعہ کے تیسرے دن ایک دوسری کمپنی نے جس کا ہمیں اس سے قبل علم ہی نہ تھا،ریسیور بنانے کی پیشکش یوں کی کہ پہلے سے ایک تہائی قیمت پر سودا ہو گیا۔ اور پھر انہوں نے ہزاروں کی تعداد میں ڈیجیٹل ریسیور ہماری عین ضرورت کے مطابق تیار کئے جو آج بھی امریکہ اور کینیڈا میں استعمال ہو رہے ہیں۔ اب اسے اگر محض اور محض خلافت کا اعجاز دعا تسلیم نہ کیا جائے تو اور کیا ہوسکتا ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 25 جولائی 2003ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قبولیت دعا کے متعلق فرماتے ہیں:

''دعا کی ماہیئت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اوراس کے رب میں ایک تعلق جاذبہ ہے یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خداتعالیٰ اس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفا داری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہِ اُلوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں، تب اس

کی روح اس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوت جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے تب اللہ جل شانہ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً اگر بارش کیلئے دعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبعیہ جو بارش کے لئے ضروری ہوتے ہیں اس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں اور اگر قحط کے لئے بد دعا ہے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتاہے اسی وجہ سے یہ بات ارباب کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے کہ کامل کی دعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے یعنی باذنہٖ تعالیٰ وہ دعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے اورعناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف لے آتی ہے جو طرف مؤید مطلوب ہے خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اس کی نظریں کچھ کم نہیں ہیں بلکہ اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ کہ اولیا ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے اس کا اصل اورمنبع یہی دعا ہے اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں۔ وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچادیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ بِعَدَدِ ھَمِّہٖ وَ غَمِّہٖ وَحُزْنِہٖ لِھٰذِہِ الْاُمَّةِ وَاَنْزِلْ عَلَیْہِ اَنْوَارِ رَحْمَتِکَ اِلَی الْاَبَدِ۔ اور میں اپنے ذاتی تجربات سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسبابِ طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے۔‘‘

(برکات الدعا روحانی خزائن جلد6۔صفحہ9تا11)